مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

روشن خیالی اور اسلام

اپنے آپ کو دانشور اور روشن خیال کہلانے والوں کی اکثریت اسلامی آثار وروایات کے مقابلہ میں مغربی تہذیب واقدار کی ترجمانی اور نمائندگی کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتی ہے، اس جماعت کی جانب سے تحقیق وریسرچ کے عنوان سے جو چیزیں سامنے آرہی ہیں، ان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ حالات اور تقاضے کی آڑ لے کر اسلامی معاشرہ کو مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں، ان کی یہ بھی خواہش ہے کہ جو دینی تصورات اور مذہبی روایات ماڈرن تہذیب سے متصادم ہوں، انھیں کانٹ چھانٹ کر یورپ سے برآمد کی ہوئی اس جدید تہذیب سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ عصرِ جدید کے آخر وہ کون سے تقاضے ہیں کہ اسلام اپنی اصلی وحقیقی شکل میں رہتے ہوئے ان کا ساتھ نہیں دے سکتا، اگر مسئلہ جدید اکتشافات وایجادات کا ہے کہ آج کا انسان دال روٹی کے بجائے کیک، ٹوسٹ اور سینڈوچ کھانے لگا ہے، دست کاری اور گھریلو صنعتوں کے مقابلے میں بڑے بڑے مشینی کارخانے قائم کر لیے ہیں، قدیم مواصلاتی ذرائع کے مقابل جدید نظامِ مواصلات دریافت کر لیے ہیں، تیر وتلوار کی جگہ کلاشنکوف، رائفل اور میزائل وایٹم بم کے استعمال پر قادر ہو گیا ہے، قدیم طرزِ علاج کے بجائے طرح طرح کے جدید طریقۂ علاج ایجاد کر لیے ہیں تو بتایا جائے کہ آخر مذہب کا ان ایجادات سے کیا تصادم ہے؟ آخر مذہبِ اسلام کا وہ کون سا اصول وقانون ہے جو ان تبدیلیوں کی نفی کرتا ہے اور ان ایجادات واکتشافات پر قدغن لگاتا ہے؟

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سائنسی تجربات واکتشافات اسلام کی روشن صداقت وحقانیت پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہے ہیں، مثال کے طور پر اسلام آخرت کے سلسلہ میں یہ نظریہ اور اعتقاد پیش کرتا ہے کہ قیامت کے دن ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ انسان کے اعضاء وجوارح اپنے اپنے اعمال وافعال کی شہادت دیں گے، اسلام سے بے بہرہ عقل ومادہ کے پجاری اسلام کے اس عقیدہ کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے، مگر آج کے ٹیپ ریکارڈر اور دیگر مواصلاتی آلات وغیرہ نے بندگانِ عقل ومشاہدہ کو اس کے ماننے پر مجبور کر دیا کہ اگر لوہا وغیرہ سے بنے یہ جمادات کے آلے بول سکتے ہیں تو جس خدا نے زبان کو گویائی عطا کی ہے، وہ بدن کے دیگر اجزاء کو بھی گویا کر سکتا ہے، ملتِ اسلامیہ کے عقیدۂ معراجِ جسمانی سے مادہ پرستوں کی عقل انکار کرتی رہی، لیکن آج کے خلائی اور سیاراتی نظام نے تصورِ معراج کو تجربہ ومشاہدہ کی حدود میں لا کھڑا کیا ہے۔ قیامت کے دن وزنِ اعمال کے مسئلہ کو بھی سائنس نے تجربہ ومشاہدہ کی شکل میں دنیا کے روبرو کر دیا ہے، آج سائنسی ترازوؤں کے ذریعہ حرارت وبرودت اور ہوا تک کو تولا جا رہا ہے۔

الغرض سائنسی ایجادات واکتشافات تو اسلام کے پیش کردہ غیبی امور وحقائق کو تسلیم کرنے پر دنیا کو مجبور کر رہے ہیں، اس لیے اسلام کا ان سے کوئی تصادم نہیں ہے۔

ہاں اگر عصری ضروریات اور جدید تقاضوں سے مراد علم وسائنس نہیں، بلکہ وہ یورپی تہذیب و معاشرت ہے، جس کے زہریلے اثرات سے آج مغربی دنیا تڑپ رہی ہے، مثلاً شراب، جوا، سود کا بے محابا رواج، مرد اور عورت کا آزادانہ میل ملاپ، کلبوں کی انسانیت کُش زندگی، حیوانیت کی حد تک جنسی بے راہ روی، تہذیب وثقافت کے نام پر اخلاقی انارکی، سول میرج، گرل اور بوائے فرینڈ جیسی حیاسوز رسمیں جس نے یورپ کو ایک ایسے چوراہے پر لا کھڑا کر دیا ہے، جس کے ہر چہار جانب حیوانیت، درندگی، حرص وشہوت، خودغرضی، بے چینی، مایوسی اور تاریکی نے گھیرا ڈال رکھا ہے۔

یہ بدقسمتی ہی کی بات ہے کہ عصری ضروریات اور جدید تقاضوں کا نام لے کر یورپ کی اسی تباہ کن اور ہلاکت بہ کنار تہذیب کو معاشرے پر لادنے کی ناروا کوشش کی جارہی ہے، بالخصوص ملک کا سیاست گزیدہ طبقہ تو اس کے لیے بے چین ہے اور ترقی کے خوش نما عنوان سے جاہلیت وحیوانیت کی بے حیا تہذیب کو ملک پر لادنا چاہتا ہے۔ ملکِ عزیز اگرچہ مدت ہوئی یورپ کے طاغوتی پنجہ سے آزاد ہوگیا، مگر ملک کے یہ سیاسی لیڈران اپنے علم وفہم کی کمی اور فکر ونظر کی پستی کی بنا پر آج بھی یورپ کے ذہنی طور پر غلام ہیں اور اپنی اس غلامی کو ملک کے عوام پر بھی مسلط کرنا چاہتے ہیں اور ملک کو یورپ کی اسی تہذیبی تباہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، جس سے آج یورپ خود کراہ رہا ہے اور اس کے ہوش مند افراد اس ہلاکت سے نکلنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ ملک کی ترقی عورتوں کو گھر سے نکال کر سڑکوں اور دفتروں میں پہنچادینے سے نہیں ہوگی، بلکہ ملک صحیح سمتوں میں ترقی کرے گا تو امن وآشتی، عدل وانصاف اور دولت کی درست تقسیم سے، جب کہ ترقی کے یہی اسباب خود سیاسی بازی گروں کی وجہ سے ملک میں کم یاب ہیں:

''تفو بر تو اے چشم گردوں تفو''

چونکہ اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اس تہذیب کو ''تبرج جاہلیت'' کہہ کر یکسر رد کر چکا ہے، اس لیے آج کے روشن خیال اور تاریک دل دانشور اس جاہلی تہذیب کو صالح اور مہذب بنانے کی بجائے اسلامی آثار وروایات کو فرسودہ اور از کار رفتہ قرار دے کر اس کو مسخ کرنے کے لیے اپنی ہر امکانی کوشش صرف کر رہے ہیں، یہ ایک ایسا خطرناک رویہ ہے جس کا عبرت ناک انجام ترقی کی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ تہذیبِ مغرب کے پرستار ملک کی فلاح وبہبود کا نام لے کر یہی تاریخ ہندوستان میں بھی دہرانا چاہتے ہیں۔ اس سازش میں یہ پہلو کس قدر خطرناک ہے کہ بعض وہ افراد واشخاص جو ملک میں علمائے دین کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں انھیں یہ گروہ اپنا آلۂ کار بنانے میں کامیاب ہوگیا ہے، جن کی وساطت سے اسلامی احکامات میں کتربیونت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کے حوالے سے قرآن وحدیث کے محرمات کو حلال وجائز گردانئے کی جسارت کی جارہی ہے۔ یہ ایک ایسی خطرناک سازش ہے کہ اگر اس کا پردہ چاک نہیں کیا گیا تو مرضِ سرطان کی طرح غیر محسوس طور پر اس کی جڑیں پھیل جائیں گی اور پھر اس کا مداوا مشکل ہی سے ہو سکے گا، اربابِ علم ودین کب تک اسلامی احکام وہدایت کے خلاف اس کھلواڑ کو خاموش تماشائی بنے دیکھتے رہیں گے۔

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(بہ شکریہ ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند، ہندوستان، دسمبر ۲۰۱۴ء)